فضیلۃ الشیخ غازی عزیر حفظہ
الخبر (سعودی عرب)

فراخئ رزق کی دعاء اور اس کی حیثیت

دعاء و اذکار کے بعض کتابچوں میں کشادگئ رزق کی یہ دعاء نظر آتی ہے:

"اللھم اجعل اوسع رزقک علیّ عند کبر سنی و انقطاع عمری"

اس دعاء کی تخریج امام ابن عدیؒ نے "کامل فی الضعفاء" میں، امام حاکمؒ نے "مستدرک علی الصحیحین"[۱] میں اور طبرانیؒ نے "معجم الاوسط"[۲] میں بطریق عیسیٰ بن میمون عن القاسم بن محمد عن عائشہؓ قالت "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر ھذا الدعاء" بہ کی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس دعاء کو اپنی مشہور کتاب "جامع الصغیر" میں وارد کرکے گویا اس کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ امام حاکمؒ فرماتے ہیں: "یہ حدیث حسن الاسناد والمتن ہے، سوائے اس کے کہ عیسیٰ بن میمون سے شیخین نے احتجاج نہیں کیا ہے۔" علامہ ھیثمیؒ بھی طبرانیؒ کی روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "اسنادہ حسن"[۳] مگر علامہ ذہبیؒ "تلخیص المستدرک" میں امام حاکم پر تعقب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ عیسیٰ متہم ہے۔" امام ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب "الموضوعات" میں وارد کیا ہے اور فرماتے ہیں: "اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔ عثمان الدارمیؒ اور یحییٰ بن معینؒ کا قول ہے کہ احمد بن بشیر (عیسیٰ بن میمون سے روایت کرنے والا شخص) متروک ہے، فلاسؒ اور نسائیؒ کا قول ہے کہ اسی طرح عیسیٰ بن میمون بھی ہے۔"[۴]

۱؎ مستدرک علی الصحیحین للحاکمؒ ج ۱ ص ۵۴۲۔ ۲؎ معجم الاوسط للطبرانیؒ حدیث ۳۷۵۵۔
۳؎ مجمع الزوائد للھیثمیؒ ج ۱۰ ص ۱۸۲۔ ۴؎ موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۱۸۱-۱۸۲

مگر علامہ جلال الدین سیوطیؒ امام ابن الجوزیؒ پر تعقباً لکھتے ہیں:

"احمد بن بشیر ثقہ ہے، اس سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔ پھر اس کی متابعت طبرانی رحؒ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جسے انھوں نے "الاوسط" میں بطریق محمد بن المغیرہ حدثنا سعید بن سلیمان حدثنا عیسیٰ بن میمون بہ روایت کیا ہے، اور کہتے ہیں: عیسیٰ بن میمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قاسم عن عائشہؓ کی حدیث کے سوا روایت نہیں کرتا۔ اور حاکمؒ نے بھی مستدرک میں بطریق ابو نصر احمد بن سہل بن حمدویہ الفقیہ حدثنا ابو علی صالح بن محمد بن حبیب الحافظ حدثنا سعید بن سلیمان حدثنا عیسیٰ بن میمون مولی القاسم بہ اس کی تخریج کی ہے اور کہا ہے، یہ حسن الاسناد غریب المتن ہے۔ عیسیٰ بن میمون سے شیخینؒ نے احتجاج نہیں کیا ہے۔"[1]

علامہ ابن عراق الکنانیؒ نے "تنزیۃ الشریعۃ" میں اس حدیث کے متعلق امام حاکم رحؒ پر امام ذھبیؒ کے تعقب کی توقیر فرمائی ہے۔[2] احمد بن بشیر المخزومی الکوفی مولیٰ عمرو بن حریث کے متعلق علامہ سیوطیؒ کا بیان درست ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی "صحیح" میں اس سے روایت لی ہے مگر احمد بن بشیر کی وہ اکلوتی روایت "جامع الصحیح" للبخاریؒ کی کتاب الطب میں مروان بن معاویہ و ابو اسامہ کی متابعت کے ساتھ مروی ہے۔ عثمان الدارمیؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے بلاشبہ ابن بشیر کو "متروک" بتایا ہے، ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "مشاہیر کی طرف سے منکرات روایت کرنے میں تفرد کرتا ہے۔" دارقطنیؒ فرماتے ہیں: "ضعیف ہے، مگر اس کی حدیث کا اعتبار کیا جاتا ہے۔" امام نسائیؒ کا قول ہے: لیس بذاک القوی۔ محمد بن عبد اللہ بن نمیرؒ اور ابو زرعہؒ نے اسے "صدوق" اور "حسن المعرفۃ و حسن الفہم" بتایا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق ہے، مگر اسے وہم رہتا ہے۔" خطیب بغدادیؒ نے ابن بشیر کا دفاع کرتے ہوئے عثمان الدارمیؒ کے کلام کا رد کیا ہے۔ مزید تفصیلی ترجمہ کے لیے حاشیہ ۳ میں مذکور کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔

---

[1] اللآلی المصنوعہ للسیوطی رحؒ ج ۱ ص ۱۴۷-۱۴۸ [2] تنزیۃ الشریعۃ لابن عراق رحؒ ج ۱ ص ۲۰۶ [3] تاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۲/۱ ص ۱۴۷، مجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۱۴۰، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱ ص ۱۸، تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱ ص ۱۲، میزان الاعتدال للذھبیؒ ج ۱ ص ۸۵، الضعفاء الکبیر للعقیلی رحؒ ج ۱ ص ۱۲۸، قانون الضعفاء للفتنیؒ ص ۱۳۴، ضعفاء والمتروکین لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۶، ھدی الساری لابن حجر عسقلانی رحؒ ص ۳۸۵، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۳ ص ۲۷۶۔

امام حاکمؒ، امام ھیثمیؒ، اور امام سیوطیؒ کے کلام میں سب سے زیادہ قابلِ گرفت بات عیسیٰ بن میمون القرشی المدنی پر کی گئی ائمہ رجال کی جرح سے چشم پوشی ہے، یقیناً آں رحمہم اللہ سے یہ جرح مخفی نہ ہو گی۔ یہ عیسیٰ بن میمون وہ راوی ہے، جس کے متعلق ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "طبقۂ ششم کا ضعیف راوی"۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "منکر الحدیث ہے"، عمرو بن علیؒ، نسائیؒ، فلاسؒ اور ازدیؒ کا قول ہے کہ "متروک الحدیث" ہے، دارقطنیؒ اسے "ضعیف" بتاتے ہیں، امام ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں: "ثقات کی طرف سے ایسی چیزیں روایت کرتا ہے، جیسے کہ وہ موضوع ہوں۔ پس اس کی حدیث مستحق مجانبت ہے، اس کی روایت سے اجتناب اور اس کی مرویات، کہ جن پر منکرات کا غلبہ ہوتا ہے، سے احتجاج ترک کرنا چاہیے"۔ یحییٰؒ کا قول ہے: "اس کی حدیث دھیلہ کے برابر بھی نہیں ہوتی"۔ آں رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ مزید تفصیلات کے لیے حاشیہ [1] کے تحت درج کی گئی کتب ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ امام ابن الجوزیؒ نے ابنِ عدی کے طریق میں موجود احمد بن بشیر کے علاوہ دوسرے راوی عیسیٰ بن میمون پر بھی قدح کی تھی، مگر امام سیوطیؒ نے امام ابن الجوزیؒ پر تعقب کے جوش میں قصداً اس پر سکوت اختیار کیا ہے جو کسی طرح لائقِ ستائش نہیں۔ پھر امام سیوطیؒ نے متابعت کے لیے طبرانیؒ و حاکمؒ کی جو دو روایات پیش کی ہیں، اُن کی اسناد بھی اس مجروح راوی سے خالی نہیں ہیں۔

جہاں تک امام حاکم و امام ھیثمی رحمہما اللہ کا اس حدیث کی تحسین فرمانے کا تعلق ہے تو یہ جان لینا چاہیے کہ امام حاکمؒ تصحیح و تحسینِ حدیث کے معاملہ میں بہت متساہل واقع ہوئے ہیں۔۔۔

---

[1] تاریخ یحییٰ بن معینؒ ج ۲ ص ۸۹، تاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۳ ص ۴۰۱، تاریخ الصغیر للبخاریؒ ج ۲ ص ۱۳۹، الضعفاء الصغیر للبخاریؒ ترجمہ ۲۸۶، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۳ ص ۳۸۶، الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتمؒ ج ۳ ص ۲۸۷، الضعفاء والمتروکون للنسائیؒ ترجمہ ۴۲۵، کامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ ج ۵ ص ۱۸۸۱، مجروحین لابنِ حبانؒ ج ۲ ص ۱۲۰، الضعفاء والمتروکون للدارقطنیؒ ترجمہ ۴۱۴، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳ ص ۳۲۵، تہذیب التہذیب لابنِ حجرؒ ج ۸ ص ۲۳۶، تقریب التہذیب لابنِ حجرؒ ج ۲ ص ۱۰۲، الضعفاء والمتروکین لابنِ الجوزیؒ ج ۲ ص ۲۴۳، تنزیۃ الشریعہ لابنِ عراقؒ ج ۱ ص ۹۴، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ ج ۴ ص ۳۱۲۔

جیسا کہ تمام اہلِ تحقیق پر منکشف ہے اور راقم اپنے سابقہ متعدد مضامین میں اس امر پر تفصیلی بحث کر چکا ہے۔ علامہ ھیثمی رحمہ نے بھی اس حدیث کی تحسین میں خطا کی ہے۔

علامہ ھیثمی کی اتباع میں شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے اوّلاً اس حدیث کو "صحیح جامع الصغیر[1]" میں وارد کر کے اس پر "حسن" ہونے کا حکم لگایا تھا، بعدہٗ جب آں موصوف پر اس کا حال منکشف ہوا تو آپ نے نہ صرف اس حدیث کو "ضعیف جامع الصغیر" میں درج کیا بلکہ اپنی دوسری کتاب "سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ[2]" میں وارد کر کے اس پر "بہت زیادہ ضعیف" ہونے کا حکم لگایا ہے، فجزاہ اللہ!

۱؎ صحیح جامع الصغیر للالبانی ج ۱ ص ۲۷،

۲؎ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ للالبانی ج ۳ ص ۵۶۹۔

شعر و ادب

مدینۃ النبی ﷺ

پروفیسر اسرار احمد سہاروی

ہے راہِ شہرِ مدینہ تمام تر گلزار
ہر ایک ذرہ ہے اس راہ کا فلک آثار
کہاں سے لائے کوئی تیری منزلوں کی بہار
جہاں پہ ملتا ہے قلبِ حزیں کو جا کے قرار
جلا دیئے ہیں سرِ راہ روشنی کے چراغ
قدم قدم پہ برستی ہے نکہتوں کی پھوار
نشانِ پا ہیں یہاں آگہی کے سرچشمے
چمن چمن ہے دیارِ نبی ﷺ کی راہ گذار
سرور و کیف سا رہتا ہے قلبِ محزوں میں
نگاہِ جلوۂ پُر نور سے مری سرشار
کدورتوں سے ہے خالی بشر کا قلب و دماغ
کچھ ایسی روح فزا ہے ترے چمن کی بہار
بجا ہے صحنِ حرم کے لیے اگر میں کہوں
یہی ہے سارے زمانے میں گلشنِ بے خار
فضائے شہرِ مدینہ بہار آگیں ہے
ہر ایک کوچہ و برزن ہے گلستاں بہ کنار
نبی کے شہر کی یہ کیا کرشمہ کاری ہے
کہ زخمِ دل بھی بھلا بیٹھتے ہیں سینہ فگار
فلک پہ ماہِ منور کو رشک ہوتا ہے
ہر ایک ذرہ یہاں کا ہے مصدرِ انوار
نبی ﷺ کو عشق تھا امت سے اپنی اس درجہ
بہ وقتِ نزع وہی بن گیا تھا دل کی پکار
ہے راہِ حق کے مسافر پہ یہ کرم اسرار
کہ ساری راہِ مدینہ کا عنبریں ہے غبار